بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماتم کا شرعی حکم

فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف محدّث کوٹلویؒ

ہم مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے ماتم میں شرعی حکم کی پرواہ نہیں کرتے۔شریعت کے برخلاف مدتوں ماتم رکھتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں تین دن سوگ سے زیادہ کی ممانعت آئی ہے۔البتہ عورت کو شوہر کے مرجانے پر چار مہینہ دس دن کی اجازت ہے۔کسی اور کو نہیں۔

روایتِ اہلِ سنت :۔

زینب بنت ابی سلمہ کہتی ہیں کہ میں رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔جب کہ ان کا باپ ابوسفیان بن حرب فوت ہوا تو انہوں نے خوشبو منگوا کر استعمال کی اور فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی۔صرف رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے کہ آپ نے منبر فرمایا:

لا یحل لامرأۃ توھن باللہ والیوم الاخران تحد علی میّت فوق ثلث الا علی زوج اربعة اشھر وعشرا۔

کسی عورت پر جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ میّت پر سوگ کرے۔مگر خاوند پر چار مہینہ اور دس دن جائز ہے۔

زینب کہتی ہے پھر میں زینب بن جحش کے پاس گئی جب کہ ان کا بھائی فوت ہوا تو انہوں نے بھی خوشبو استعمال کی اور یہی فرمایا کہ مجھے کچھ حاجت نہ تھی،صرف رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سنا کہ آپ منبر پر فرماتے ہیں لاتحل لامراۃٍ ﴿الحدیث﴾

﴿بخاری و مسلم﴾

اسی طرح ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

لاتحد امراۃ علی میت فوق ثلث الا علی زوج اربعة اشھر وعشرا۔

﴿متفق علیہ﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماتم کا شرعی حکم یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی میّت پر سوگ نہ کیا جائے۔البتہ

عورت کو شوہر کے مرجانے پر چار ماہ اور دس دن تک سوگ کی اجازت ہے۔اس سے زیادہ اس کو بھی نہیں ۔مرد پر ترک لذائز وترکِ زینت اور عورتوں کی طرح سوگ کرنا،شریعتِ محمدیہ میں ہرگز ثابت نہیں ،معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ تین دن کے بعد ماتم ختم کردیں اور کسی مرد یا عورت کو سوگ کے لیے نہ بیٹھنے دیں ۔الا التی مات زوجھا۔

روایاتِ شیعہ:۔

شیعہ کی نہایت معتبر کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے صفحہ ۳۶ میں حضرت صادق علیہ السلام سے آیا ہے۔کہ آپ نے فرمایا:

لیس لاحدکم ان یحد اکثر من ثلثة ایام الا المراۃ علیٰ زوجھا حتی تقضی عدتھا۔

کسی کو جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر عورت کو اپنے خاوند کی موت پر عدت گذرنے تک سوگ کی اجازت ہے۔

یہ محمد بن مسلم نہایت ثقہ ہیں ۔حضرت امام باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے راوی ہیں ۔رجال کشی میں ان کی بہت تعریف ہے۔

اہل سنت وشیعہ صاحبان کو ان متفقہ روایات پر عمل کرنا چاہیے۔جو ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

﴿واللہ الموفق﴾

خاتونِ جنّت کو صبر کا حکم :۔

مشکوۃ شریف کے صفحہ ۵۶۰ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت (ﷺ) نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی پوشیدہ بات کی تو آپ بہت روئیں ۔پھر آپ نے ان کا حزن معلوم کر کے دوبارہ پوشیدہ بات کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں ۔میں نے دریافت کیا تو انہوں نے نہ بتایا۔پھر جب حضور کا وصال ہوا تو میں نے دریافت کیا۔فرمایا اب بتاتی ہوں پہلی بار آپ نے یہ خبر دی تھی کہ جبریل ہر سال میرے ساتھ قرآن کا ایک بار ورد کیا کرتے تھے۔اب اس نے میرے ساتھ دو دفعہ ورد کیا ہے۔میں گمان کرتا ہوں کہ اب موت قریب ہے۔

فاتقی اللہ و اصبری

پس اللہ سے ڈرنا اور صبر کر۔

تو میں رو پڑی تھی۔جب آپ نے میرا رونا دیکھا تو فرمایا تھا۔اے فاطمہ کیا تو راضی نہیں کہ تم اہلِ جنت کی تمام

بیبیوں کی سردار ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تو سب اہلِ بیت سے پہلے میرے پیچھے آئے گی تو مین ہنس پڑی تھی۔

﴿متفق علیہ﴾

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول کریم (ﷺ) نے حضرت فاطمہ کو صبر کی وصیت کی۔

روایاتِ شیعہ :۔

حیاتِ قلوب جلد دوم ۶۵۲ میں ہے:

حضرت رسول فرمودا اے فاطمه توکل کن بر خدا و صبر کن چنانچه صبر کرند پدران تو که پیغمبر ان بوندومادران تو که زنهائے پیغمبران بوند۔

حضرتِ رسول کریم (ﷺ) نے فرمایا اے فاطمہ خدا پر توکل کرو اور صبر کرو۔ تیرے آباء جو کہ پیغمبر تھے صبر کرتے رہے اور تیری مائیں جو کہ پیغمبروں کی بیویاں تھیں، صبر کرتی رہیں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۵۳ میں فرمایا:

بداں اے فاطمه که برائے پیغمبر گریبان نمی باید ورید وروئی نمی باید خراشید واویلا نمی باید گفت۔

اے فاطمہ جان لو کہ پیغمبر کے لیے گریبان نہیں پھاڑنا چاہئے اور چہرہ نہیں پیٹنا چاہئے اور واویلا نہیں کرنا چاہئے۔

اور صفحہ ۶۵۴ مین ہے:

ابن بابویه بسند معتبر از محمد باقر روایت کرده است که حضرت رسول درهنگام وفات خود بحضرت فاطمه گفت که اے فاطمه چوں بمیرم روے خود ابرائے من مخراش و گیسوئے خود را پریشان مکن واویلا مگو و برمن نوحه مکن و نوحه گراں را مطلب۔

اس بن بابویہ معتبر سند سے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ خدا (ﷺ) انے اپنی وفات کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اے فاطمہ جب میں وصال پاؤں تو میرے لیے اپنے چہرہ پر خراش نہ ڈالنا اور اپنے بال نہ بکھیرنا اور واویلا نہ کرنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ گروں کو نہ بلانا۔

پھر ایک دو سطر کے بعد لکھا ہے۔

پس حضرت فرمود که اے فاطمه گرمکن و صبر را پیشه کن۔

پس حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ رونا نہیں اور صبر کو اختیار کرنا۔

فروعِ کافی جلد۲ صفحہ ۲۲۸ میں ہے کہ رسول کریم (ﷺ) نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا:

اذا انا متّ فلا تخمشی علّی وجھا ولا ترخی علی شعر اولا تنادی بالویل ولا تقیمی علّی نائحه۔

جب میں فوت ہو جاؤں تو منہ نہ چھیلنا، بال نہ نوچنا، واویلا نہ کرنا اور نوحہ کرنے والیاں نہ بلانا۔

پھر فرمایا یہی وہ معروف ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے۔

المعروف ان لا یشقن جیبا ولا یلطمن خد اولا یدعون ویلا ولا یتخلقن عند قبر ولا یسودن ثوبا ولا یتشرن شعرا۔

معروف یہ ہے کہ نہ گریبان پھاڑیں نہ رخسار پیٹیں نہ واویلا کریں نہ قبر کے پاس جمع ہوں نہ کپڑے سیاہ کریں اور نہ بال بکھیریں۔

مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ رسول کریم (ﷺ) نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ خدا پر بھروسہ رکھیں اور صبر کریں۔ نہ گریبان پھاڑیں نہ مُنہ چھیلیں نہ اپنے بال بکھیریں نہ بین بین کریں نہ بین کرنے والوں کو بلائیں۔

ہمارا ایمان ہے اور سب مسلمانوں کا یہی ایمان ہون چاہیے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم (ﷺ) کی وصیّت پر عمل کیا اور آپ کے بعد نہ گریبان پھاڑا، نہ پیٹا نہ واویلا کیا نہ نوحہ کیا اور نہ ہی نوحہ گروں کو بلایا۔

لہٰذا ہمیں بھی اسی وصیت پر عمل کرنا چاہیئے۔

حضرت علی کو صبر کا حکم :۔

حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۶۶۳ میں ملّا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ امیر المومنین جب آنحضرت (ﷺ) کے غسل سے فارغ ہوئے تو:

جامه راز روے مبارك دور کرد وگفت پدر ومادرم خدائے تو باد طیب و نیك و پاکیزه بودی در حیات وبعد از موت، ومنقطع شد بوفات تو احدے از خلق پیغمبری و نازل شدن وحی ها آسمانی مصیبت اند در تعزیت تو واگر نه آں بود که امر کردی بصبر

کردن ونھی نمودی از جزع نمودن ھر آئینه آبھائے سر خود اور مصیبت تو فرومی ریختم و ھر آئینه وراو مصیبت تر ھر گز دوا نمی کردم۔ الخ ،

حضرت علی نے رسول کریم (ﷺ) کے روئے مبارک سے کپڑا ہٹا دیا اور عرض کیا میرے ماں باپ قربان آپ زندگی اور موت کے بعد بھی پاکیزہ اور طیّب ہیں۔

آپ کی وفات سے وہ چیز بند ہوگئی جو کسی پیغمبر کی وفات سے بند نہ ہوتی تھی۔یعنی نبوت اور وحی کا نازل ہونا ۔آپ کی مصیبت اس قدر عظیم ہے کہ دوسروں کی مصیبت سے ہمیں مطمئن کردیا۔آپ کی مصیبت ایک عام مصیبت ہے کہ سب لوگ یکساں دلگیر ہیں۔

اگرآپ صبر کا حکم نہ دیتے اور جزع فزع سے منع نہ کرتے تو ہم اس مصیبت پر تمام سر کا پانی بہادیتے اور تیری مصیبت کے درد کی کوئی دو نہ کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو بھی یہی وصیّت تھی کہ میری وفات پر جزع فزع نہ کرنا۔تو اب سوچنا چاہیئے ۔کہ رسول کریم کی وفات پر جزع فزع کی ممانعت ہے تو کسی اور کی یاد میں رونا پیٹنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ماخوذ۔ کتاب دلائل المسائل۔